

درود کے فرض ہونے کے مواقع

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

① نبی اکرم ﷺ کا ذکر خیر سن کر درود :

نبی اکرم ﷺ کا ذکر سن کر درود پڑھنا فرض ہے، کیوں کہ ایسے شخص کے بارے میں وعید وارد ہوئی ہے، جو آپ ﷺ کا ذکر سنتا ہے، لیکن درود نہیں پڑھتا، جیسا کہ:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذَكَرْتُ عِنْدَهُ؛ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ».

”اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو، جس کے سامنے میرا تذکرہ ہو، لیکن وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔“

(مسند الإمام أحمد: 254/2؛ سنن الترمذی: 3545؛ فضل الصلاة على النبي للقاضي

إسماعيل: 16، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن غریب“ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (908) نے

”صحیح“ کہا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یوں بیان ہوئی ہے:

صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ

عَلَى مِرْقَاةٍ قَالَ: «آمِينَ»، ثُمَّ صَعِدَ، فَقَالَ: «آمِينَ»، ثُمَّ صَعِدَ،

فَقَالَ: «آمِينَ»، فَقَالَ: «أَتَانِي جِبْرِيلُ، فَقَالَ: مَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ

رَمَضَانَ؛ فَمَاتَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْتُ: آمِينَ، قَالَ:

وَمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا؛ فَمَاتَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ،
قُلْتُ: آمِينَ، قَالَ: وَمَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَأَبْعَدَهُ
اللَّهُ، قُلْتُ: آمِينَ».

”رسول اکرم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ جب پہلی سیڑھی پر پاؤں مبارک رکھا تو آمین کہا، پھر (دوسری سیڑھی پر) چڑھے تو دوبارہ آمین کہا، پھر (تیسری سیڑھی پر) چڑھے تو پھر آمین کہا۔ پھر ارشاد فرمایا: میرے پاس جبریل آئے تھے اور (جب میں پہلی سیڑھی پر چڑھا تو) انہوں نے کہا: جو شخص رمضان کا مہینہ پائے اور پھر اس حالت میں مر جائے کہ (رمضان کی عبادت کی وجہ سے) اس کی مغفرت نہ ہو سکے، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دُور کر دے۔ میں نے آمین کہا۔ (جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو) انہوں نے کہا: جو شخص اپنے ماں باپ دونوں کو یا کسی ایک کو پائے، پھر اس حالت میں مر جائے کہ (ان کی خدمت کی بنا پر) اس کی مغفرت نہ ہو سکے، تو اسے بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دُور کر دے۔ میں نے آمین کہا۔ (جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو) انہوں نے کہا: جس شخص کے پاس آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے، اسے بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دُور کر دے۔ اس پر بھی میں نے آمین کہا۔

(المعجم الأوسط للطبرانی: 8131؛ مسند أبي يعلى: 5922، وسنده حسن)

✽ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيَ الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: «آمِينَ،
آمِينَ، آمِينَ»، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا كُنْتَ تَصْنَعُ هَذَا، فَقَالَ:

«قَالَ لِي جَبْرِيلُ : أَرِغَمَ اللَّهُ أَنْفَ عَبْدٍ - أَوْ بَعْدَ - دَخَلَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَقُلْتُ : آمِينَ، ثُمَّ قَالَ : رِغَمَ أَنْفُ عَبْدٍ - أَوْ بَعْدَ - أَذْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا لَمْ يَدْخُلْهُ الْجَنَّةَ، فَقُلْتُ : آمِينَ، ثُمَّ قَالَ : رِغَمَ أَنْفُ عَبْدٍ - أَوْ بَعْدَ - ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ : آمِينَ»

”رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے تو تین دفعہ آمین کہا۔ پوچھا گیا کہ اللہ کے رسول! آپ پہلے تو ایسا نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو ذلیل کرے جو رمضان میں موجود ہو لیکن اس کی مغفرت نہ ہو سکے۔ میں نے آمین کہا۔ پھر جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ شخص بھی ذلیل ہو، جو اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو پائے، لیکن ان کی خدمت اسے جنت میں داخل نہ کرے۔ میں نے آمین کہا۔ پھر جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ شخص بھی ذلیل ہو جائے جس کے پاس آپ کا ذکر ہو، لیکن وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ میں نے اس پر بھی آمین کہا۔“ (صحیح ابن خزيمة: 1888، وسندہ حسن)

② سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «احْضَرُوا الْمِنْبَرَ»، فَحَضَرْنَا، فَلَمَّا ارْتَقَى دَرَجَةً قَالَ : «آمِينَ»، فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ : «آمِينَ»، فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ : «آمِينَ»، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ، قَالَ :

«إِنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَرَضَ لِي، فَقَالَ: بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، قُلْتُ: آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بُعْدًا لِمَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، قُلْتُ: آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّلَاثَةَ قَالَ: بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَدْخُلْهُ الْجَنَّةَ، قُلْتُ: آمِينَ».

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منبر لاؤ۔ ہم منبر لائے تو آپ ﷺ پہلی سیڑھی پر چڑھے اور آمین کہا۔ جب دوسری سیڑھی پر چڑھے تو آمین کہا۔ جب تیسری سیڑھی پر چڑھے تو پھر آمین کہا۔ جب آپ ﷺ نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج ہم نے آپ سے ایسی چیز سنی ہے، جو پہلے نہیں سنتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور فرمایا: اس شخص کے لیے ہلاکت ہو، جو رمضان کو پائے، لیکن اس کی مغفرت نہ ہو سکے۔ میں نے آمین کہہ دیا۔ جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ شخص بھی ہلاک ہو، جس کے پاس آپ کا تذکرہ ہو، لیکن وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ میں نے آمین کہا۔ جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ شخص بھی ہلاک ہو، جس کے پاس اس کے والدین یا دونوں میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو اور وہ اس کے جنت میں داخلے کا سبب نہ بن سکیں۔ میں نے پھر آمین کہہ دیا۔“

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 4/153، وسندہ حسن)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی نے ”صحیح“ کہا ہے۔ ان احادیث کی بنا پر آپ ﷺ کا تذکرہ سن کر درود پڑھنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ، حسین بن حسن، حلیمی رحمہ اللہ (م: ۴۰۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَظَاهَرَتِ الْأَخْبَارُ بِوُجُوبِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ كُلَّمَا جَرَى ذِكْرُهُ، فَإِنْ كَانَ يَثْبُتُ إِجْمَاعٌ يَلْزَمُ الْحُجَّةَ بِمِثْلِهِ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ غَيْرُ فَرَضٍ؛ وَإِلَّا فَهُوَ فَرَضٌ.

”بہت سی احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جب بھی آپ ﷺ کا تذکرہ ہو، آپ پر درود پڑھنا فرض ہے۔ اگر ایسا معتبر اجماع ثابت ہو جائے کہ یہ فرض نہیں تو (یہ مستحب ہو جائے گا)، ورنہ یہ فرض ہی ہے۔“

(شعب الإيمان للبيهقي: 149/3)

② آخری تشہد میں درود فرض ہے :

آخری تشہد میں درود پڑھنا فرض و واجب ہے۔

① سیدنا ابوسعود انصاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَصَمَتَ حَتَّى أَحْبَبْنَا أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ، قَالَ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ،

كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

”ایک شخص آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ ہم بھی آپ ﷺ کے پاس ہی موجود تھے۔ اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہم جان چکے ہیں، لیکن جب نماز میں ہم آپ پر درود پڑھنا چاہیں تو کس طرح پڑھیں؟ اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے۔ آپ ﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے خواہش کی، کاش یہ شخص آپ سے سوال نہ کرتا۔ (پھر) آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھ پر درود پڑھو تو یوں کہو: اے اللہ! نبی اُمّی، محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما، جس طرح تُو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی تھی، نیز تُو نبی اُمّی، محمد ﷺ اور ان کی آل پر برکت نازل فرما، جس طرح تُو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر برکت نازل فرمائی تھی۔ بلاشبہ تُو قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد: 4/119؛ سنن الدارقطني: 1/354، 355، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۷۱۱ھ) اور امام ابن حبان (۱۹۵۹ھ) رحمہما نے ”صحیح“ کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (۲۶۸/۱) نے اسے ”امام مسلم کی شرط پر صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ مُّتَّصِلٌ.

”یہ سند حسن اور متصل ہے۔“

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأِنْ تَشْهَدَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَتَشْهَدْ؛ فَعَلَيْهِ الْإِعَادَةُ حَتَّى يَجْمَعَهُمَا جَمِيعًا.

”اگر کوئی شخص تشہد پڑھے، لیکن نبی اکرم ﷺ پر درود نہ پڑھے یا نبی ﷺ پر درود تو پڑھے، لیکن تشہد نہ پڑھے، اس پر نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے، حتیٰ کہ تشہد اور درود دونوں کو جمع کر لے۔“

(الأم: 117/1، باب التشهد والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم)

امام محمد بن مواز، مالکی رحمہ اللہ (م: ۲۸۱ھ) کا بھی یہی موقف ہے۔

(أحكام القرآن لابن العربي: 623/3، حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة

للسيوطي: 310/1)

علامہ ابن العربی، مالکی رحمہ اللہ (۴۶۸-۵۴۳ھ) لکھتے ہیں:

وَالصَّحِيحُ مَا قَالَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمَوَازِ لِلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ.

”صحیح حدیث کی بنا پر جو بات محمد بن مواز نے کہی ہے، وہی ہے صحیح ہے۔“

(أحكام القرآن: 623/3)

امام ابواسحاق، ابراہیم بن احمد، مروزی رحمہ اللہ (م: ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں:

أَنَا أَعْتَقِدُ أَنَّ الصَّلَاةَ عَلَى آلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجِبَةٌ فِي التَّشْهَدِ الْأَخِيرِ مِنَ الصَّلَاةِ.

”میرا اعتقاد یہ ہے کہ نماز کے آخری تشہد میں نبی ﷺ کی آل پر درود پڑھنا

واجب ہے۔“ (شعب الإيمان للبيهقي: 150/3، وسنده حسن)

امام ابو بکر، محمد بن حسین آجری (م: ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

وَأَعْلَمُوا، رَحِمَنَا اللَّهُ وَإِيَّاكُمْ، لَوْ أَنَّ مُصَلِّيًا صَلَّى صَلَاةً، فَلَمْ يُصَلِّ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فِي تَشَهُدِهِ الْآخِرِ؛ وَجَبَ
عَلَيْهِ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ.

”اللہ ہم پر اور آپ پر رحم کرے، یہ جان لیجیے کہ اگر کوئی نمازی نماز پڑھے، لیکن
اس کے آخری تشہد میں نبی ﷺ پر درود نہ پڑھے، تو اس پر نماز کو دوبارہ پڑھنا
فرض ہے۔“ (الشريعة: 1403/3)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلِلْقَوْلِ بِوُجُوبِهِ ظَوَاهِرُ الْحَدِيثِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

”آخری تشہد میں درود کے فرض ہونے پر احادیث کے ظاہری الفاظ دلالت

کرتے ہیں۔ واللہ اعلم!“ (تفسیر ابن کثیر: 460/6، بتحقیق سلامة)

بعض اہل علم نے اس کے خلاف اجماع کا دعویٰ کر رکھا ہے کہ آخری تشہد میں درود کے

فرض نہ ہونے پر امت کا اجماع ہے۔

ان کے رد میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَلَا إِجْمَاعَ عَلَى خِلَافِهِ فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ، لَا قَدِيمًا وَلَا حَدِيثًا.

”اس مسئلہ میں درود کے فرض ہونے کے خلاف کوئی اجماع نہیں ہوا، نہ پرانے

دور میں نہ ہی نئے دور میں۔“ (تفسیر ابن کثیر: 460/6، بتحقیق سلامة)

② سیدنا فضالہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ، فَلَمْ

يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَلَ هَذَا، ثُمَّ دَعَاهُ، فَقَالَ لَهُ أَوْ لِعَیْرِهِ: «إِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ؛ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ اللَّهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لْيَدْعُ بَعْدَ بِمَا شَاءَ».

”نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو نماز کے دوران دُعا مانگتے ہوئے سنا۔ اس نے نبی کریم ﷺ پر درود نہیں پڑھا، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور اسے یا کسی دوسرے شخص کو فرمایا: جب کوئی شخص دُعا مانگے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے، پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے، اس کے بعد جو چاہے دُعا مانگے۔“

(مسند الإمام أحمد: 18/6؛ سنن أبي داود: 1481، سنن الترمذي: 3477؛ وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“، امام ابن خزیمہ (۷۱۰) اور امام ابن حبان (۱۹۶۰) رحمہم اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے، جب کہ امام حاکم رحمہ اللہ (۲۴۰/۱) نے ”امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ ملا علی قاری حنفی (م: ۱۰۱۴ھ) نے بھی اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(شرح الشفاء: 108/2)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَقَدْ وَرَدَ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَدُلُّ عَلَى الْوُجُوبِ حَدِيثُ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ --- .

”نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے کے وجوب پر دلائل موجود ہیں، (ان میں سے

(ایک) سیدنا فضالہ بن عبید اللہؓ کی حدیث بھی ہے۔۔۔“

(الدراية في تخريج أحاديث الهداية: 1/157، ح: 89)

③ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں:

سیدنا کعب بن عجرہؓ سے میری ملاقات ہوئی، کہنے لگے: کیا میں آپ کو عظیم الشان تحفہ نہ دوں، جسے میں نے رسول اللہ سے سن رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ضرور! کہنے لگے: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اللہ کے رسول! (اللہ تعالیٰ نے ہمیں درود و سلام کا حکم دیا ہے) آپ کے اہل بیت پر کیسے درود بھیجا جائے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر سلام کے متعلق تو تعلیم دے دی ہے (درود کی تعلیم نہیں دی گئی)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یوں کہا کرو:

«اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

”اے اللہ! تو محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت نازل کر، جیسا کہ تُو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر رحمت نازل کی، یقیناً تو قابلِ تعریف، بڑی شان والا ہے۔ اے اللہ! تو محمد ﷺ اور آپ کی آل پر برکت نازل کر، جیسا کہ تُو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر برکت نازل کی، یقیناً تو قابلِ تعریف، بڑی شان والا ہے۔“ (صحیح البخاری: 3370، صحیح مسلم: 406)

احناف کا نظریہ

علامہ ابن نجیم حنفی (م: ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

وَمِنَ الْعَجِيبِ مَا وَقَعَ فِي فِتَاوَى قَاضِي خَانَ فِي آخِرِ بَابِ الْوُتْرِ
وَالْتَّرَاوِيحِ، حَيْثُ قَالَ: وَإِذَا صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي الْقُتُوتِ، قَالُوا: لَا يُصَلِّي فِي الْقَعْدَةِ الْآخِرَةِ، وَكَذَا لَوْ
صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَعْدَةِ الْأُولَى سَاهِيًا؛
لَا يُصَلِّي فِي الْقَعْدَةِ الْآخِرَةِ.

”فتاویٰ قاضی خان میں وتر و تراویح کے بیان کے آخر میں بڑی عجیب بات لکھی
ہے، انہوں نے یہ کہہ دیا ہے: جب کوئی شخص قنوت میں نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھ
لے تو ہمارے مفتی حضرات کہتے ہیں کہ پھر وہ آخری تشهد میں درود نہ پڑھے۔ اسی
طرح اگر وہ بھول کر پہلے تشهد میں درود پڑھ لے تو پھر بھی دوسرے تشهد میں درود
نہیں پڑھ سکتا۔“ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: 1/348)

نیز حنفی مذہب کی معتبر کتاب میں لکھا ہے:

وَلَوْ سَلَّمَ الْإِمَامُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ الْمُقْتَدِي مِنَ الدُّعَاءِ الَّذِي يَكُونُ بَعْدَ
التَّشَهُدِ، أَوْ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ فَإِنَّهُ
يُسَلِّمُ مَعَ الْإِمَامِ.

”اگر امام تشهد کے بعد دعا سے مقتدی کے فارغ ہونے سے پہلے سلام پھیر دے
یا مقتدی کے نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے سے پہلے سلام پھیر دے، تو مقتدی امام
کے ساتھ ہی سلام پھیر دے گا۔“

(الفتاوى الهندية، المعروف به فتاوى عالمگیری: 1/90)

کیا پہلے قعدہ میں درود فرض ہے؟

نماز کی دو رکعتیں مکمل کرنے کے بعد بیٹھنا قعدہ کہلاتا ہے۔ چار رکعتوں والی نماز میں دو قعدے ہوتے ہیں۔ پہلا دو رکعتوں کے بعد اور دوسرا چار رکعتیں مکمل کرنے کے بعد۔

قعدہ پہلا ہو یا دوسرا اس میں تشہد (التَّحِيَّاتُ)۔۔۔ جس میں اللہ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت کی شہادت ہوتی ہے) پڑھا جاتا ہے۔ تشہد سے زائد مثلاً درود پڑھنا اور دُعا کرنا صرف دوسرے تشہد کے ساتھ خاص ہے یا پہلے تشہد میں بھی اس کی اجازت ہے؟ اسی سوال کا جواب دینے کے لیے یہ تحریر قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

ہماری تحقیق میں پہلے قعدہ میں تشہد پر اکتفا کر لیا جائے یا تشہد سے زائد بھی کچھ پڑھ لیا جائے، دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اگر پہلے تشہد میں درود پڑھا گیا، تو سجدہ سہو لازم آجائے گا، ان کی بات بے دلیل ہے، کیونکہ دونوں طریقے رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ سے ثابت ہیں، ملاحظہ فرمائیں :

تشہد پر اقتصار و اکتفا :

① سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں کو رسول اللہ ﷺ کا تشہد

سکھایا۔ ان کے ایک شاگرد اسود بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

ثُمَّ إِنْ كَانَ فِي وَسْطِ الصَّلَاةِ نَهَضَ حِينَ يَفْرُغُ مِنْ تَشَهُدِهِ، وَإِنْ كَانَ فِي آخِرِهَا؛ دَعَا بَعْدَ تَشَهُدِهِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُو، ثُمَّ يَسْلِمُ.

”آپ اگر نماز کے درمیانے تشہد میں ہوتے، تو تشہد سے فارغ ہوتے ہی (اگلی رکعت کے لیے) کھڑے ہو جاتے اور اگر آخری تشہد میں ہوتے، تو تشہد کے بعد

جو دُعا مقدر میں ہوتی، کرتے، پھر سلام پھیرتے۔“

(مسند الإمام أحمد: 1/459، وسنده حسن)

امام الائمہ، ابن خزیمہ رحمہ اللہ (708) نے اس حدیث کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

امام موصوف اس حدیث پر یوں باب قائم کرتے ہیں:

بَابُ الْاِقْتِصَارِ فِي الْجَلْسَةِ الْاُولَى عَلَى التَّشْهَدِ، وَتَرْكِ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشْهَدِ الْاَوَّلِ.

”اس بات کا بیان کہ پہلے قعدہ میں تشہد پر اکتفا کرنا اور دُعا کو ترک کرنا جائز ہے۔“ (صحیح ابن خزیمہ: 708)

② ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَزِيدُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ عَلَى التَّشْهَدِ.

”رسول اللہ ﷺ دو رکعتوں کے بعد (عام طور پر) تشہد سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔“ (مسند أبي يعلى الموصلي: 4373، وسنده صحيح)

پہلے قعدہ میں تشہد کے علاوہ درود و اذکار:

پہلے قعدہ میں تشہد سے زائد اذکار، مثلاً درود، دُعا وغیرہ مستحب ہیں، جیسا کہ:

① ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے وتر کا حال بیان فرماتی ہیں:

وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ، ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا.

”نبی کریم ﷺ نو رکعت (وتر) ادا فرماتے اور صرف آٹھویں رکعت کے بعد بیٹھتے

تھے۔ پھر اللہ کا ذکر کرتے، اس کی حمد بجالاتے اور اس سے دُعا کرتے۔ پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت ادا فرماتے۔ پھر بیٹھ جاتے اور اللہ کا ذکر، اس کی حمد اور اس سے دُعا کرتے۔ پھر اتنی بلند آواز سے سلام پھیرتے کہ ہم سن لیتے تھے۔“ (صحیح مسلم: 139/746)

❀ اسی حدیث کے یہ الفاظ بھی مروی ہیں:

ثُمَّ يُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، فَيَدْعُو رَبَّهُ وَيُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يُصَلِّي التَّاسِعَةَ فَيَقْعُدُ، ثُمَّ يَحْمَدُ رَبَّهُ وَيُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ وَيَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يُسْمِعُنَا.

”پھر آپ ﷺ نو رکعات ادا فرماتے اور ان میں سے صرف آٹھویں کے بعد بیٹھتے، اپنے رب سے دعا کرتے اور اس کے نبی ﷺ پر درود پڑھتے۔ پھر سلام پھیرے بغیر اٹھتے اور نویں رکعت ادا کرنے کے بعد بیٹھتے۔ پھر اپنے رب کی حمد و ثنا کرتے اور اس کے نبی پر درود پڑھ کر دعا کرتے۔ پھر بلند آواز سے سلام پھیرتے۔“

(سنن النسائي: 1721، السنن الكبرى للبيهقي: 500/2، واللفظ له، وسنده صحيح)

⑤ سيدنا عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا:

«إِذَا قَعَدْتُمْ فِي كُلِّ رَكَعَتَيْنِ، فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطِّيبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا

اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لِيَتَخَيَّرَ أَحَدُكُمْ مِّنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ، فَلْيَدْعُ بِهِ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

”جب تم ہر دو رکعتوں کے بعد بیٹھو، تو یہ کہو: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ پھر ہر شخص وہ دعا منتخب کرے، جو اسے زیادہ محبوب ہو اور اس کے ذریعے اپنے رب عزوجل سے مانگے۔“

(مسند الإمام أحمد : 437/1، مسند الطيالسي : 304، سنن النسائي : 1164، المعجم الكبير للطبراني : 47/10، ح : 9912، شرح معاني الآثار للطحاوي : 237/1، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام ابن خزمیرہ (720) اور امام ابن حبان (1951) رحمہما اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا

ہے۔

③ نافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَشَهَّدُ، فَيَقُولُ : بِسْمِ اللَّهِ، التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ، الزَّكَايَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، يَقُولُ هَذَا فِي الرُّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ، وَيَدْعُو إِذَا قَضَى تَشَهُدَهُ، بِمَا بَدَأَ بِهِ.

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشہد میں یہ دُعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ، التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، الزَّكَايَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ۔ پہلی دو رکعتوں کے بعد تشہد پڑھنے کے ساتھ جودل میں آتی، وہ دُعا بھی کرتے۔“

(الموطأ للإمام مالك: 1/191، وسنده صحيح)

یعنی جلیل القدر صحابی، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی پہلے قعدہ میں تشہد سے زائد پڑھتے تھے۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ (الأم: 1/117)
حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱-۶۷۶ھ) کہتے ہیں:

وَأَمَّا التَّشَهُّدُ الْأَوَّلُ؛ فَلَا تَجِبُ فِيهِ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَا خِلَافٍ، وَهَلْ تُسْتَحَبُّ؟ فِيهِ قَوْلَانِ؛ أَحَبُّهُمَا: تُسْتَحَبُّ.

”جہاں تک پہلے تشہد کی بات ہے تو اس میں بلا اختلاف درود فرض نہیں۔ اب مستحب ہے کہ نہیں؟ اس میں دو قول ہیں، صحیح ترین بات یہی ہے کہ پہلے قعدہ میں درود مستحب ہے۔“ (الأذکار: 67، بتحقيق الأرئووط)

تنبیہات:

① سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ

الأُولَیْنِ، كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ .

”رسول اللہ ﷺ جب دو رکعتوں کے بعد (تشہد کے لیے بیٹھتے)، تو (بہت جلد اٹھنے کی وجہ سے) ایسے لگتا کہ گرم پتھر پر بیٹھے ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد: 386/1، سنن أبي داود: 995، سنن النسائي: 1177، سنن الترمذي

(366 :

اس کی سند ”مرسل“ ہونے کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے، کیونکہ ابو عبیدہ کا اپنے والد سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

وَالرَّاجِحُ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ سَمَاعُهُ مِنْ أَبِيهِ .

”راجح بات یہی ہے کہ ابو عبیدہ کا اپنے والد گرامی سے سماع ثابت نہیں۔“

(تقريب التهذيب: 8231)

نیز فرماتے ہیں : فَإِنَّهُ عِنْدَ الْأَكْثَرِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ .

”جمہور اہل علم کے نزدیک انہوں نے اپنے والد گرامی سے سماع نہیں کیا۔“

(موافقة الخبر الخبر: 364/1)

لہذا امام حاکم رحمہ اللہ (296/1) کا اس روایت کو ”امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح“ قرار دینا صحیح نہیں۔

اس روایت کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وَهُوَ مُنْقَطِعٌ، لِأَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ .

”یہ روایت منقطع ہے، کیونکہ ابو عبیدہ نے اپنے والد گرامی سے سماع نہیں کیا۔“

(التلخيص الحبير: 263/1، ح: 406)

دوسری بات یہ ہے کہ اس سے پہلے تشہد میں دو رد پڑھنے کی نفی نہیں ہوتی، بل کہ زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ پہلا تشہد، دوسرے سے چھوٹا تھا۔ یعنی پہلا تشہد درود سمیت بھی دوسرے کے مقابلے میں چھوٹا ہو سکتا ہے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (1173-1250ھ) لکھتے ہیں :

وَلَيْسَ فِيهِ إِلَّا مَشْرُوعِيَّةُ التَّخْفِيفِ، وَهُوَ يَحْصُلُ بِجَعْلِهِ أَخَفَّ مِنْ مُقَابِلِهِ .

”اس حدیث میں صرف پہلے تشہد کو چھوٹا کرنے کی مشروعیت ہے اور وہ تو اسے دوسرے تشہد کے مقابلے میں چھوٹا کرنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔“

(نیل الأوطار: 2/333)

② تمیم بن سلمہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

كَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ؛ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ، يَعْنِي حَتَّى يَقُومَ .

”امیر المومنین، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے، تو یوں ہوتے جیسے

گرم پتھر پر ہوں حتیٰ کہ اٹھ جاتے۔“ (مصنّف ابن أبي شيبة: 1/295)

اس کی سند بھی ”انقطاع“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے، کیونکہ تمیم بن سلمہ کا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

لہذا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیّر: 1/263، تحت الحدیث: 406) کا اس کی سند کو ”صحیح“ قرار دینا صحیح نہیں۔

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے :

مَا جُعِلَتِ الرَّاحَةُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ إِلَّا لِلتَّشَهُدِ .

”دورکعتوں کے بعد بیٹھنے کا موقع صرف تشہد پڑھنے کے لیے ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 295/1)

اس کی سند بھی ”ضعیف“ ہے، کیونکہ عیاض بن مسلم راوی ”مجهول الحال“ ہے۔ سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات: 265/5) کے کسی نے اس کی توثیق نہیں کی۔

④ امام حسن بصری رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

لَا يَزِيدُ فِي الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ عَلَى التَّشَهُدِ .

”نمازی دورکعتوں کے بعد تشہد سے زیادہ نہ پڑھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 296/1)

یہ قول امام حسن بصری رحمہ اللہ سے ثابت نہیں، کیونکہ حفص بن غیاث ”مدلس“ ہے اور اس نے امام موصوف سے سماع کی کوئی صراحت نہیں کی۔

نیز اس سند میں اشعث راوی کا تعین بھی درکار ہے۔

⑤ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ زَادَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ عَلَى التَّشَهُدِ؛ فَعَلَيْهِ سَجْدَتَا سَهْوٍ .

”جس شخص نے دورکعتوں کے بعد تشہد کے علاوہ کچھ اور پڑھ لیا، اس پر سہو کے دو

سجدے لازم ہو جائیں گے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 296/1، وسنده صحيح)

امام شعبی رحمہ اللہ کا یہ اجتہاد بے دلیل اور صحیح احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے خطا پر

بنی ہے۔

فقہ حنفی اور پہلا تشہد :

فقہ حنفی کے مطابق بھی پہلے تشهد کے ساتھ درود پڑھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

(کبیری: 460)

علامہ ابن نجیم حنفی (م: ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي الْمُجْتَبَى : وَفِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَالْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا لَا يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَعْدَةِ الْأُولَى .
”المجتبیٰ میں ہے کہ (حنفی) نمازی ظہر کی چار رکعتوں میں، جمعہ کی نماز میں اور جمعہ کے بعد کے نوافل میں پہلے قعدہ میں نبی اکرم ﷺ پر درود نہیں پڑھ سکتا۔“

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق: 53/2)

علامہ ہکفی حنفی (۱۰۲۵-۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

وَلَا يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَعْدَةِ الْأُولَى فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَالْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا، وَلَوْ صَلَّى نَاسِيًا فَعَلَيْهِ السَّهْوُ .
”(حنفی) نمازی ظہر کی چار رکعتوں میں، جمعہ کی نماز میں اور جمعہ کے بعد کے نوافل میں پہلے قعدہ میں نبی اکرم ﷺ پر درود نہیں پڑھ سکتا۔ اگر بھول کر پڑھ بیٹھے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔“

(الدر المختار، ص: 95، باب الوتر والنوافل)

حنفی مذہب کی معتبر ترین کتاب میں لکھا ہے:

وَلَوْ كَرَّرَ التَّشَهُّدَ فِي الْقَعْدَةِ الْأُولَى؛ فَعَلَيْهِ السَّهْوُ، وَكَذَا لَوْ زَادَ عَلَى التَّشَهُّدِ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَذَا فِي التَّبَيِّنِ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ، وَاخْتَلَفُوا فِي قَدْرِ

الزِّيَادَةِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَجِبُ عَلَيْهِ سُجُودُ السَّهْوِ بِقَوْلِهِ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَجِبُ عَلَيْهِ حَتَّى يَقُولَ: وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ، وَلَوْ كَرَّرَهُ فِي الْقَعْدَةِ الثَّانِيَةِ؛ فَلَا سَهْوَ عَلَيْهِ، كَذَا فِي التَّبَيِّنِ.

”اگر کوئی (حنفی) پہلے قعدہ میں تشهد کو تکرار سے پڑھ بیٹھے تو اس پر سجدہ سہو لازم آئے گا۔ اسی طرح اگر تشهد پر درود کا اضافہ کر دیا تو بھی سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔ تبیین میں یہی لکھا ہے۔ مضمرات میں ہے کہ فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ البتہ اضافے کی مقدار کے بارے میں احناف نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ ہی کہہ دیا تو سجدہ سہو واجب ہو جائے گا، لیکن بعض کہتے ہیں کہ جب تک اَلِ مُحَمَّدٍ تک نہ کہے، سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔ مگر پہلی بات ہی صحیح ترین ہے (کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ کہہ دینے سے ہی سجدہ سہو واجب ہو جائے گا)۔ ہاں اگر دوسرے قعدہ میں درود کو تکرار کے ساتھ پڑھے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔“

(الفتاویٰ الہندیۃ، المعروف بہ فتاویٰ عالمگیری: 127/1)

علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی لکھتے ہیں:

”حنفیہ کے نزدیک دوسری رکعت میں درود پڑھنے سے جو تاخیر قیام کا باعث ہوتا ہے، سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ جب بقدر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ کے پڑھے اور بعض کے نزدیک جب اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ کے بقدر پڑھے۔ زیلعی نے اولیٰ کو اور رملی نے ثانی کو ترجیح دی ہے اور

جس نے سہواً سجدہ ترک کیا، اس پر اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔“

(مجموع الفتاویٰ، جلد اول، ص: 303)

عبد الشکور فاروقی، لکھنوی، دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

”کوئی شخص قعدہ اولیٰ میں بعد التحیات کے اتنی ہی دیر تک چپ بیٹھا رہے یا درود

شریف پڑھے یا کوئی دعا مانگے، ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا۔“

(علم الفقہ، حصہ دوم، ص: 283، نماز میں سہو کا بیان)

جناب رضاء الحق دیوبندی، مفتی دارالعلوم زکریا، جنوبی افریقا کہتے ہیں:

”سنن مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں بھول سے، درود شریف پڑھنے سے سجدہ سہو

واجب ہوگا۔“ (فتاویٰ دارالعلوم زکریا، جلد دوم، صفحہ: 461)

اس مسئلہ کی تفصیل احسن الفتاویٰ از مفتی رشید احمد دیوبندی صاحب (جلد: ۴، ص: ۲۹)

میں دیکھی جاسکتی ہے۔

امجد علی بریلوی لکھتے ہیں:

”فرض و وتر سنن رواتب کے قعدہ اولیٰ میں اگر تشہد کے بعد اتنا کہہ لیا اَللّٰهُمَّ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ يَا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا تو اگر سہواً ہو تو سجدہ سہو

کرے، عمداً ہو تو اعادہ واجب ہے، (درمختار)۔“

(بہار شریعت، حصہ سوم، ص: 76، واجبات نماز)

یہ کتاب ”اعلیٰ حضرت“ بریلوی کی تصدیق شدہ ہے۔

یہ بات صحیح احادیث اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل کے خلاف ہونے کی وجہ سے

ناقابل التفات ہے۔

ایک جھوٹا خواب :

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

وَفِي الْمَنَاقِبِ : أَنَّ الْإِمَامَ رَحِمَهُ اللَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ : كَيْفَ أَوْجَبْتَ السَّهْوَ عَلَى مَنْ صَلَّى عَلَيَّ؟ فَقَالَ : لِأَنَّهُ صَلَّى عَلَيْكَ سَهْوًا، فَاسْتَحْسَنَهُ .

”المناقب میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر درود پڑھنے والے پر آپ نے سجدہ سہو کیسے واجب کر دیا؟ تو امام صاحب نے جواب دیا: کیوں کہ اس نے آپ پر سہو (بھول کر) درود

پڑھا ہوتا ہے۔“ (رد المحتار علی الدر المختار لابن عابدین الحنفی: 81/2)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر جھوٹ باندھنے میں کتنے جرات مند ہیں؟ کوئی ان سے پوچھے کہ امام ابوحنیفہ نے پہلے تشہد میں درود پڑھنے والے پر سجدہ سہو کہاں واجب کیا ہے؟ نیز امام صاحب نے اپنا یہ خواب کسے بیان کیا تھا؟

فائدہ :

علامہ ابن نجیم حنفی (م: ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

وَمِنْ الْعَجِيبِ مَا وَقَعَ فِي فِتَاوَى قَاضِي خَانَ فِي آخِرِ بَابِ الْوُتْرِ وَالتَّرَاوِجِ، حَيْثُ قَالَ : وَإِذَا صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُنُوتِ، قَالُوا : لَا يُصَلِّي فِي الْقَعْدَةِ الْآخِرَةِ، وَكَذَا لَوْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَعْدَةِ الْأُولَى سَاهِيًا، لَا يُصَلِّي فِي الْقَعْدَةِ الْآخِرَةِ .

”فتاویٰ قاضی خان میں وتر و تراویح کے بیان کے آخر میں بڑی عجیب بات لکھی

ہے، انہوں نے یہ کہہ دیا ہے: جب کوئی شخص قنوت میں نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھ لے تو ہمارے مفتی حضرات کہتے ہیں کہ پھر وہ آخری تشهد میں درود نہ پڑھے۔ اسی طرح اگر وہ بھول کر پہلے تشهد میں درود پڑھ لے تو پھر بھی دوسرے تشهد میں درود نہیں پڑھ سکتا۔“ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: 348/1)

نیز حنفی مذہب کی معتبر کتاب میں لکھا ہے:

وَلَوْ سَلَّمَ الْإِمَامُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ الْمُقْتَدِي مِنَ الدُّعَاءِ الَّذِي يَكُونُ بَعْدَ التَّشْهَدِ، أَوْ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ فَإِنَّهُ يُسَلِّمُ مَعَ الْإِمَامِ.

”اگر امام تشهد کے بعد دعا سے مقتدی کے فارغ ہونے سے پہلے سلام پھیر دے یا مقتدی کے نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے سے پہلے سلام پھیر دے، تو مقتدی امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے گا (اور اس کی نماز درست ہوگی)۔“

(الفتاویٰ الہندیۃ، المعروف بہ فتاویٰ عالمگیری: 90/1)

فقہ حنفی کی ایک اور معتبر و مستند کتاب میں لکھا ہے:

فِي التَّارَخَانِيَّةِ عَنِ الْمُحِيطِ : وَعَلَى هَذَا الْخِلَافِ لَوْ سَبَّحَ بِالْفَارِسِيَّةِ فِي الصَّلَاةِ أَوْ دَعَا، أَوْ أَتَى عَلَى اللَّهِ تَعَالَى، أَوْ تَعَوَّذَ، أَوْ هَلَّلَ أَوْ تَشَهَّدَ أَوْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ فِي الصَّلَاةِ أَيْ يَصَحُّ عِنْدَهُ.

”فتاویٰ تاتارخانیہ میں المحیط کے حوالے سے لکھا ہے: اس اختلاف کی بنا پر اگر کوئی (حنفی) نماز میں فارسی زبان میں تسبیح، دعا، ثنا، تعوذ، تہلیل، تشهد یا درود پڑھ لے تو

اُن کے نزدیک اس کی نماز درست ہوگی۔“

(ردّ المحتار علی الدر المختار لابن عابدین الحنفی: 81/2)

الحاصل پہلے قعدہ میں تشہد پر بھی اکتفا کیا جاسکتا ہے اور تشہد کے علاوہ مثلاً درود اور دُعائیں وغیرہ بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

③ طویل مجالس میں نبی کریم ﷺ پر درود :

تمام طویل مجالس و محافل میں نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا فرض ہے، جیسا کہ:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَّقْعَدًا لَا يَذْكُرُونَ فِيهِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَيُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ، لِلثَّوَابِ».

”لوگ کسی جگہ بیٹھیں اور وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں، نہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجیں تو یہ کوتاہی ان کے لیے روز قیامت باعث حسرت ہوگی۔ اگرچہ وہ (اپنے ایمان کے) ثواب کی بنا پر جنت میں داخل بھی ہو جائیں۔“

(مسند الإمام أحمد: 463/2، عمل اليوم والليلة للنسائي: 409، 410، وسنده صحيح)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (591، 592) نے اس حدیث کو جب کہ حافظ منذری رحمہ اللہ

(الترغيب والترهيب: 410/2) نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

حافظ یثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

”اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح بخاری کے ہیں۔“

(مجمع الزوائد : 79/10)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَيُّمَا قَوْمٍ جَلَسُوا فَأُطَالُوا الْجُلُوسَ، ثُمَّ تَفَرَّقُوا قَبْلَ أَنْ يَذْكُرُوا اللَّهَ، وَيُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ إِلَّا كَانَتْ عَلَيْهِمْ مِنَ اللَّهِ تَرَةً، إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَذَّبَهُمْ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ». ”جو لوگ کافی دیر کہیں بیٹھیں اور پھر اللہ کا ذکر کیے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر منتشر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر حسرت رہے گی۔ اگر اللہ چاہے تو انہیں عذاب کرے گا اور چاہے تو انہیں معاف کر دے گا۔“

(الصلاة على النبي لابن أبي عاصم : 86، عمل اليوم والليلة لابن السنّي : 449، الدعاء

للطبراني : 1924، المستدرک على الصحيحين للحاكم : 496/1، شعب الإيمان للبيهقي : 1468، وسنده حسن)

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهِ، وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ؛ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تَرَةً».

”لوگ کہیں مل کر بیٹھیں لیکن وہاں اللہ کا ذکر نہ کریں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھیں تو ضرور یہ کوتاہی (روز قیامت) ان پر حسرت بنی رہے گی۔“

(مسند الإمام أحمد : 453/2، وسنده حسن)

④ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَا يُصَلُّونَ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ؛ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ.

”لوگ کہیں مل کر بیٹھیں لیکن وہاں نبی کریم ﷺ پر درود نہ پڑھیں تو ضروریہ کوتاہی (روز قیامت) ان پر حسرت بنی رہے گی، اگرچہ وہ جنت میں داخل بھی ہو جائیں۔“

(مسند أحمد بن منيع، نقلًا عن أتحاف الخيرة المهرة للبوصيري: 6069، وسنده صحيح)

ناصر السنتہ، محدث العصر، علامہ، البانی رحمہ اللہ (م: ۱۴۲۰ھ) کہتے ہیں:

لَقَدْ دَلَّ هَذَا الْحَدِيثُ الشَّرِيفُ وَمَا فِي مَعْنَاهُ عَلَى وَجُوبِ ذِكْرِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ، وَكَذَا الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ مَجْلِسٍ، وَدَلَالَةُ الْحَدِيثِ عَلَى ذَلِكَ مِنْ وَجْهِ:

أَوَّلًا: قَوْلُهُ «فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ»، فَإِنَّ هَذَا لَا يُقَالُ إِلَّا فِيمَا كَانَ فِعْلُهُ وَاجِبًا وَتَرْكُهُ مَعْصِيَةً.

ثَانِيًا: قَوْلُهُ «وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ، لِلثَّوَابِ»، فَإِنَّهُ ظَاهِرٌ فِي كَوْنِ تَارِكِ الذِّكْرِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْتَحِقُّ دُخُولَ النَّارِ، وَإِنْ كَانَ مَصِيرُهُ إِلَى الْجَنَّةِ ثَوَابًا عَلَى إِيمَانِهِ ---.

فَعَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَتَنَبَّهُ لِدَلَالِكَ، وَلَا يَغْفَلَ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالصَّلَاةِ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي كُلِّ مَجْلِسٍ يَقْعُدُهُ، وَإِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تَرَةٌ وَحَسْرَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

”یہ حدیث شریف اور اس کے ہم معنی احادیث واضح طور پر بتاتی ہیں کہ ہر مجلس میں اللہ سبحانہ کا ذکر اور نبی اکرم ﷺ پر درود فرض ہے۔ یہ حدیث کئی طرح سے

اس بات پر دلیل ہے:

أولاً: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ اللہ اگر چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو انہیں معاف کر دے۔ ایسا صرف اسی فعل کے بارے میں کہا جاسکتا ہے، جسے کرنا فرض اور جسے چھوڑنا گناہ ہو۔

ثانیاً: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ اگرچہ وہ ثواب کی بنا پر جنت میں داخل ہو بھی جائیں۔ یہ الفاظ اس بات میں واضح ہیں کہ ذکر الہی اور نبی اکرم ﷺ پر درود کا تارک جہنم میں داخلے کا مستحق ہے، اگرچہ اپنے ایمان کے ثواب کی بنا پر وہ جنت میں داخل بھی ہو جائے گا۔۔۔

چنانچہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس وعید سے خبردار رہے اور اپنی کسی بھی مجلس و محفل میں ذکر الہی اور نبی اکرم ﷺ پر درود سے غافل نہ رہے۔ ورنہ یہ کوتاہی قیامت کے دن اس کے لیے نقصان اور حسرت کا باعث ہوگی۔“

(سلسلة الأحادیث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها: 161/1)

فائدہ :

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے:

إِنَّ قَوْمًا اجْتَمَعُوا فِي مَسْجِدٍ يُهْلِلُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَيَرْفَعُونَ أَصْوَاتَهُمْ، فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ ابْنُ مَسْعُودٍ، وَقَالَ: مَا عَهَدْنَا هَذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ، وَمَا أَرَاكُمْ إِلَّا مُبْتَدِعِينَ، فَمَا زَالَ يَذْكُرُ ذَلِكَ حَتَّى أَخْرَجَهُمْ مِنَ الْمَسْجِدِ .

”کچھ لوگ ایک مسجد میں جمع ہو کر باوازی بلند کر رہے تھے، اللہ اور نبی اکرم ﷺ پر درود

پڑھنے لگے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایسا عمل نہیں دیکھا۔ میں تو تمہیں بدعتی ہی سمجھتا ہوں۔ آپ مسلسل یہی بات دوہراتے رہے، حتیٰ کہ انہیں مسجد سے نکال دیا۔“

(المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی لابن مازہ الحنفی: 314/5)

اگرچہ لوگوں کا مل کر بلند آواز سے ذکر کرنا اور درود پڑھنا بے اصل اور بدعت ہی ہے، جو بہت سی نصوص شرعیہ اور صحابہ کرام کے فتاویٰ کی بنا پر مردود ہے، لیکن یہ قول بے سند ہے اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف جھوٹا منسوب کیا گیا ہے۔

اس کے باوجود بعض حنفی فقہا نے اپنی کتابوں میں اسے ذکر کرنے کے بعد ’قد صح‘ کے الفاظ لکھے ہیں۔

دیکھیں (المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی لابن مازہ الحنفی: 314/5، ردّ المحتار:

398/6، غمز عیون البصائر فی شرح الأشباہ والنظائر للحموی الحنفی: 60/4، بریقة محمودیة للخادمی الحنفی: 54/4، درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ از محمد سرفراز خان صفدر دیوبندی: 30)

یاد رہے کہ سرفراز صفدر صاحب نے ’قد صح‘ کا ترجمہ ”صحیح سند“ کیا ہے۔ کوئی بتائے گا کہ جس قول کی سند دنیا جہاں میں نہ ہو اور جسے بعض ”فقہا“ نے خود گھڑ لیا ہو، اس کی سند کیسے ”صحیح“ ہو جاتی ہے؟

حافظ سیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

قُلْتُ : هَذَا الْاَثَرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ يَحْتَاجُ اِلَى بَيَانِ سَنَدِهِ، وَمَنْ اَخْرَجَهُ مِنَ الْاَيْمَةِ الْحُفَاطِ فِي كُتُبِهِمْ .

”میں کہتا ہوں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ روایت اس بات کی محتاج

ہے کہ اس کی سند بیان کی جائے اور یہ بتایا جائے کہ کن ائمہ حفاظ نے اسے اپنی

کتب میں جگہ دی ہے؟“ (الحاوی للفتاوی: 472/1)

ابن حجر ہیتمی (۹۰۹-۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

فَلَمْ يَصِحَّ عَنْهُ، بَلْ لَمْ يَرَدْ .

”یہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں، بل کہ اس کا کتبِ محدثین میں کہیں

وجود ہی نہیں۔“ (الفتاویٰ الفقہیۃ الکبریٰ: 177/1)

علامہ عبدالرؤف مناوی (۹۵۲-۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں:

فَغَيْرُ ثَابِتٍ .

”یہ روایت غیر ثابت ہے۔“ (فیض القدير شرح الجامع الصغير: 457/1)

علامہ آلوسی حنفی (۱۲۱۷-۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:

لَا يَصِحُّ عِنْدَ الْحُقَاطِ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمُحَدِّثِينَ .

”یہ روایت حفاظِ ائمہ محدثین کے ہاں ثابت نہیں۔“ (روح المعاني: 479/8)

مجالس اہل حدیث کا اعزاز:

محدثین کرام اور ان کے پیروکاروں، یعنی اہل حدیثوں کی مجالس و محافل کا یہ اعزاز ہے

کہ ان میں بکثرت درود پڑھا جاتا ہے۔

سابقہ سطور میں یہ واضح ہو چکا ہے کہ ہر طویل مجلس میں ایک بار درود پڑھنا فرض ہے۔

اہل حدیث کی مجالس میں یہ فرض بھی پورا ہوتا ہے اور بطورِ استحباب بھی کئی دفعہ درود پڑھ لیا جاتا

ہے۔ یہ اعزاز و شرف کی بات ہے، جیسا کہ:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً».

”روزِ قیامت سب لوگوں سے بڑھ کر میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر

زیادہ درود پڑھتے ہوں گے۔“ (سنن الترمذی: 484، وسندہ حسن)

اس حدیث کو امام ترمذی اور حافظ بغوی (شرح السنۃ: ۶۸۶) رحمہما اللہ نے ”حسن غریب“،

جب کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ (۹۱۱) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

اس کا راوی موسیٰ بن یعقوب زمعی راوی جمہور کے نزدیک ”حسن الحدیث“ ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ (م: ۳۵۴ھ) اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

فِي هَذَا الْخَبَرِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقِيَامَةِ يَكُونُ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ، إِذْ لَيْسَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ أَكْثَرَ صَلَاةً عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ.

”یہ حدیث بتاتی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں میں سے اہل الحدیث نبی

اکرم ﷺ کے سب سے زیادہ قریبی ہوں گے، کیوں کہ اس امت میں کوئی گروہ

اہل حدیث سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ پر درود نہیں پڑھتا۔“

(صحیح ابن حبان: 911)

حافظ محمد بن عبد الرحمن بن زیاد، ابو جعفر، اصہبانی رحمہ اللہ (م: ۳۲۲ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى تَفْضِيلِ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ، لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَكْثَرَ صَلَاةً عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ.

”اس حدیث میں اہل الحدیث کی فضیلت کی دلیل موجود ہے۔ ہمارے علم میں ان

سے بڑھ کر رسول اکرم ﷺ پر درود پڑھنے والا کوئی نہیں۔“

(طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها: 223/4)

امام ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں:

وَهَذِهِ مَنْقَبَةٌ شَرِيفَةٌ يَخْتَصُّ بِهَا رُؤَاةُ الْأَثَارِ وَنَقَلْتُهَا؛ لِأَنَّهُ لَا يُعْرَفُ لِعَصَابَةٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِمَّا يُعْرَفُ لِهَذِهِ الْعَصَابَةِ نَسْخًا وَذِكْرًا.

”یہ اعزاز والی منقبت ہے جو احادیث کو روایت اور نقل کرنے والے لوگوں کے ساتھ خاص ہے، کیوں کہ علما کے کسی بھی طبقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا زیادہ درود معلوم نہیں، جتنا اس گروہ کا لکھ اور بول کر درود پڑھنا معلوم ہے۔“

(شرف أصحاب الحديث للخطيب البغدادي: 35، وسنده صحيح)

امام سفیان بن سعید ثوری رحمۃ اللہ علیہ (۹۷-۱۶۱ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ لَمْ يَكُنْ لِصَاحِبِ الْحَدِيثِ فَائِدَةٌ إِلَّا الصَّلَاةُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّهُ يُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي الْكِتَابِ.

”اگر اہل حدیث کو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے ہی کا فائدہ ہو (تو یہی شرف سب سے عظیم ہے)، کیوں کہ وہ جب تک پڑھنے لکھنے میں مصروف رہتا ہے، درود پڑھتا ہی رہتا ہے۔“

(شرف أصحاب الحديث للخطيب البغدادي، ص: 35، وسنده صحيح)

علامہ عمر بن علی، ابو حفص، بزار رحمۃ اللہ علیہ (م: ۴۹۷ھ) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (۶۶۱-۷۲۸ھ)

کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَكَانَ لَا يَذْكُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ؛ إِلَّا وَيُصَلِّي

وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ، وَلَا وَاللَّهِ، مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ تَعْظِيمًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَحْرَصَ عَلَى اتِّبَاعِهِ، وَنَصْرٍ مَا جَاءَ بِهِ مِنْهُ.

”شیخ الاسلام رحمہ اللہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے، آپ ﷺ پر درود و سلام ضرور پڑھتے۔ اللہ کی قسم! میں نے ان سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی زیادہ تعظیم کرنے والا، آپ ﷺ کے اتباع پر زیادہ حرص رکھنے والا اور آپ ﷺ کی تعلیمات کی زیادہ نصرت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔“

(الأعلام العلیّیة فی مناقب ابن تیمیّة، ص: 28)

③ نماز جنازہ میں نبی کریم ﷺ پر درود :

نماز جنازہ میں بھی درود پڑھنا فرض ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے نماز میں درود پڑھنے کا جو حکم دیا ہے، نماز جنازہ اس سے خارج نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نماز جنازہ کا نبوی طریقہ درود سے خالی نہیں۔

✽ سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ تُكَبَّرَ، ثُمَّ تَقْرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ تُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ تُخْلِصَ الدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ، وَلَا تَقْرَأَ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى، ثُمَّ تُسَلِّمَ فِي نَفْسِهِ عَنْ يَمِينِهِ.

”نماز جنازہ میں نبوی طریقہ یہ ہے کہ آپ تکبیر کہیں، پھر سورہ فاتحہ کی قراءت کریں، پھر نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھیں، پھر میت کے لیے خلوص کے ساتھ دعا

کریں، پہلی تکبیر کے علاوہ قراءت نہ کریں۔ پھر اپنے دل میں اپنی دائیں طرف سلام پھیر دیں۔“ (المنتقى لابن الجارود: 540، وسنده صحيح)

✽ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ بْنُ حُنَيْفٍ، وَكَانَ مِنْ كُتَبَاءِ الْأَنْصَارِ وَعُلَمَائِهِمْ، وَأَبْنَاءِ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَهُ رِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ، أَنَّ يُكَبِّرُ الْإِمَامُ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُخْلِصُ الصَّلَاةَ فِي التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا خَفِيًّا حِينَ يَنْصَرِفُ، وَالسُّنَّةُ أَنْ يَفْعَلَ مَنْ وَرَأَيْتَهُ مِثْلَ مَا فَعَلَ إِمَامُهُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنِي بِذَلِكَ أَبُو أُمَامَةَ، وَابْنُ الْمُسَيَّبِ يَسْمَعُ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيْهِ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَذَكَرْتُ الَّذِي أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ لِمُحَمَّدِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: وَأَنَا سَمِعْتُ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ يُحَدِّثُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ فِي صَلَاةٍ صَلَّاهَا عَلَى الْمَيِّتِ مِثْلَ الَّذِي حَدَّثَنَا أَبُو أُمَامَةَ.

”مجھے ابو امامہ بن سہل بن حنیف رحمہ اللہ نے یہ بات بیان کی۔ ابو امامہ رحمہ اللہ انصار کے بزرگ ترین لوگوں اور علمائے کرام میں سے تھے، نیز غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہونے والے صحابہ کرام کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے

مجھے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی نے ان کو یہ بیان کیا: نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر خاموشی سے سورہ فاتحہ کی قراءت کرے، پھر (پہلی تکبیر کے بعد) تین تکبیروں میں نماز ختم کرے۔ امام کی اقتدا کرنے والے کے لیے بھی سنت یہی ہے کہ وہ اسی طرح کرے، جیسے اس کا امام کرتا ہے۔ امام زہری بیان کرتے ہیں کہ جب ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث بیان فرمائی تو سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سن رہے تھے، لیکن انہوں نے اس کا رد نہیں فرمایا۔ امام زہری یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ نماز جنازہ کے نبوی طریقے والے حدیث محمد بن سوید کو سنائی تو انہوں نے کہا: میں نے سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ کا وہی طریقہ بیان کر رہے تھے، جو ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔“

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم : 360/1، السنن الکبریٰ للبیہقی : 40/4،

وسندہ صحیح)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ سَأَلَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ عَنِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ، فَقَالَ : أَنَا وَاللَّهِ أَخْبَرُكَ، تَبَدُّأُ فَتُكَبِّرُ، ثُمَّ تُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، وَتَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ فَلَانًا كَانَ لَا يُشْرِكُ بِكَ شَيْئًا، أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ، إِنْ كَانَ مُحْسِنًا؛ فَرِّدْ فِي إِحْسَانِهِ، وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا؛ فَتَجَاوَزْ عَنْهُ، اللَّهُمَّ، لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ.

انہوں نے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ضرور آپ کو بتاؤں گا۔ آپ تکبیر کہہ کر ابتدا کریں، پھر (فاتحہ پڑھنے کے بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں اور کہیں: اے اللہ! تیرا یہ بندہ تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا۔ تو اس کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ اگر یہ نیکو کار تھا تو اس کی نیکی میں مزید اضافہ کر دے اور اگر یہ خطا کار تھا تو اس سے درگزر فرما۔ اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں گم راہ نہ کر دینا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: 40/4، وسندہ صحیح)

❀ عبید بن سباق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّى بِنَا سَهْلُ بْنُ حَنِيفٍ عَلَى جَنَازَةٍ، فَلَمَّا كَبَّرَ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى؛ قَرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ حَتَّى أَسْمَعَ مَنْ خَلْفَهُ، قَالَ: ثُمَّ تَابَعَ تَكْبِيرَهُ حَتَّى إِذَا بَقِيَتْ تَكْبِيرَةٌ وَاحِدَةٌ؛ تَشْهَدُ تَشْهَدُ الصَّلَاةَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَأَنْصَرَفَ.

”ہمیں سیدنا سہل بن حنیف نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جب انہوں نے پہلی تکبیر کہی تو سورہ فاتحہ (اتنی اونچی) پڑھی کہ مقتدیوں کو سنائی۔ پھر باقی تکبیریں کہتے گئے۔

جب ایک تکبیر رہ گئی تو نماز کے تشہد کی طرح تشہد (درود و سلام) پڑھا۔ پھر تکبیر کہا اور سلام پھیر دیا۔“

(سنن الدارقطني: 73/2، السنن الكبرى للبيهقي: 39/4، وسنده حسن)

❀ ابو سعید مقبری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ تُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا، لَعَمْرُ اللَّهِ، أَخْبَرْتُكَ، أَتَّبَعُهَا مِنْ أَهْلِهَا، فَإِذَا وُضِعَتْ؛ كَبَّرْتُ، وَحَمِدْتُ اللَّهَ وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ، ثُمَّ أَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ، اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا؛ فَرِّدْ فِي إِحْسَانِهِ، وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا؛ فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تَقْتِنَا بَعْدَهُ.

”انہوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نماز جنازہ کیسے ادا کرتے ہیں؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں آپ کو بتاتا ہوں۔ میں میت کے گھر سے اس کے پیچھے چلتا ہوں، پھر جب اسے رکھ دیا جاتا ہے تو میں اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی حمد (سورۃ فاتحہ) پڑھتا ہوں اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں۔ پھر یہ دعا کرتا ہوں: اے اللہ! بلاشبہ یہ تیرا بندہ، تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا

ہے۔ یہ گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔ تو اسے بہتر جانتا ہے۔ اے اللہ! اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکی میں اضافہ فرما دے اور اگر یہ خطا کار تھا تو اس سے درگزر فرما۔ اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں فتنے کا شکار نہ بننے دینا۔“

(الموطأ للإمام مالك : 228/1 ، فضل الصلاة على النبي للقاضي إسماعيل : 93 ،

وسندہ صحیح)

❀ امام عامر شعمی تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوَّلُ تَكْبِيرَةٍ مِّنَ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ ثَنَاءٌ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ،
وَالثَّانِيَةُ صَلَاةٌ عَلَى النَّبِيِّ ، وَالثَّلَاثَةُ دُعَاءٌ لِلْمَيِّتِ ، وَالرَّابِعَةُ السَّلَامُ .

”نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ تعالیٰ کی ثنا (سورہ فاتحہ) ہے، دوسری کے بعد

نبی اکرم ﷺ پر درود، تیسری کے بعد میت کے لیے دعا اور چوتھی کے بعد سلام ہے۔“

(فضل الصلاة على النبي للإمام إسماعيل بن إسحاق القاضي : 91 ، وسندہ صحیح)

بعض لوگ نماز جنازہ کے درود میں کَمَا صَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ کا

اضافہ کرتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اس پر کوئی دلیل نہیں اور یہ بعد کی ایجاد ہے۔ نماز کے

الفاظ اپنی طرف سے نہیں بنائے جاسکتے۔

